17

سچا مومن وہی ہے جو قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرے

تمہارا فرض ہے کہ پردہ کے متعلق خدا اور اس کے رسولؐ کے حکم کی پابندی کرو اور مداہنت سے کام نہ لو

(فرمودہ 6 جون 1958ء بمقام مری)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآن کریم کی درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی: "اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ "۔1

اس کے بعد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور وہی ایمان مقبول ہوتا ہے جس میں کامل فرمانبرداری اور اطاعت اختیار کی جائے اور اللہ تعالیٰ کے کسی حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔ صرف منہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہتے رہنا یا ظاہر میں آکر بیعت کر لینا یا کلمہ شہادت پڑھ لینا خدا تعالیٰ کے حضور کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اِس کا نام دین رکھنا، دین سے تمسخر اور استہزا کرنا اور اپنی منافقت اور بے ایمانی کا ثبوت دینا ہے۔ وہی آدمی خدا تعالیٰ کی نگاہ میں سچا مومن سمجھا جا سکتا ہے جو

خدا تعالیٰ کے احکام کی اطاعت بھی کرتا ہے اور اُس کی غلامی کا جُوا اپنی گردن پر پوری طرح رکھتا ہے۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کے احکام کی اطاعت نہیں کرتا تو چاہے وہ دس ہزار دفعہ کلمہ پڑھے وہ یزید کا یزید اور ابوجہل کا ابوجہل رہتا ہے اور چاہے دس ہزار دفعہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا رہے خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا یہ دعوٰی ایک رائی کے برابر بھی قیمت نہیں رکھتا۔ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی کامل اطاعت اور کامل فرمانبرداری ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو سچا مومن بناتی ہے ورنہ وہ اگر دس کروڑ دفعہ بھی کلمہ پڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو وہ کذّاب اور جھوٹا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ اِسی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ[2] یعنی کامل فرمانبرداری اور اطاعت کے سوا اگر کوئی اَور طریق اختیار کرے تو اسے کسی صورت میں بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ پس صرف منہ سے مسلمان کہنا یا احمدی کہلا لینا کسی کو فائدہ نہیں دے سکتا جب تک کامل فرمانبرداری اور اطاعت کا نمونہ نہ دکھایا جائے۔

میں دیکھتا ہوں کہ اکثر احمدی چندہ تو دینے لگ گئے ہیں اور ان کا ایک معتد بہ حصہ نمازیں بھی باقاعدہ پڑھتا ہے لیکن جب سے پاکستان بنا ہے بعض احمدیوں میں سے پردہ اُٹھ گیا ہے اور زیادہ تر یہ نقص مالداروں میں پایا جاتا ہے۔ مجھے تعجب آتا ہے کہ یہ بے غیرت اور بزدل لوگ جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانی انہوں نے اپنی قوم کی کیا خدمت کرنی ہے۔ قوم کی خدمت کرنے والے تو وہ لوگ تھے جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا ایسا شاندار نمونہ دکھایا کہ آج بھی تاریخ کے صفحات میں اُن کے واقعات پڑھ کر انسان کا دل محبت کے جذبات کے ساتھ لبریز ہو جاتا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ عربوں میں پردہ کا کوئی رواج نہیں تھا بلکہ اسلام میں بھی شروع میں پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا۔ اُس زمانہ میں خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بھی پردہ نہیں کیا کرتی تھیں مگر جب پردہ کا حکم نازل ہو گیا تو ایک نوجوان نے اپنے رشتہ کے لیے ایک گھر پسند کیا۔ باپ نے کہا مجھے تمہارا رشتہ منظور ہے، تم بڑے اچھے آدمی ہو، خوش شکل ہو اور اپنی روزی بھی کماتے ہو اس لیے مجھے تمہیں رشتہ دینے میں کوئی عذر نہیں۔ اس نے کہا اگر آپ تیار ہیں تو پھر لڑکی دکھا دیں۔ بغیر دیکھنے کے میں کس طرح شادی کرلوں۔ باپ کہنے لگا کہ میں لڑکی دکھانے کے لیے تیار نہیں۔ وہ اُسی وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ!

میں نے فلاں جگہ شادی کرنے کا ارادہ کیا ہے مگر مجھے معلوم نہیں کہ لڑکی کی شکل کیسی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ اُسے دیکھ لوں تا کہ میری تسلّی ہو جائے۔ آپ نے فرمایا بیشک پردے کا حکم نازل ہو چکا ہے مگر یہ غیر عورت کے لیے ہے۔ جس لڑکی کے ساتھ رشتہ طے ہو جائے اور ماں باپ بھی منظور کر لیں اگر اُسے لڑکا دیکھنا چاہے تو ایک دفعہ دیکھ سکتا ہے۔ تم اُس کے باپ کے پاس جاؤ اور میری طرف سے کہہ دو کہ وہ تمہیں لڑکی دکھا دے۔ اگر رشتہ کا سوال نہ ہو تب تو بیشک پردہ ہوگا لیکن اگر کوئی شخص کسی جگہ رشتہ کرنے پر رضا مند ہو جائے اور لڑکی کے ماں باپ بھی راضی ہو جائیں تو تسلّی کرنے کے لیے اُسے ایک دفعہ دیکھنا جائز ہے۔ وہ گیا اور اُس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اُسے پہنچا دیا مگر معلوم ہوتا ہے اُس لڑکی کے باپ کے اندر ابھی اسلام پوری طرح راسخ نہیں ہوا تھا۔ جب اُس نے کہا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ آیا ہوں اور آپؐ نے فرمایا ہے کہ جب تمہارا ایک جگہ رشتہ طے ہو گیا ہے تو اب وہ تمہاری منسوبہ ہے اور منسوبہ کو شادی سے پہلے تسلّی کے لیے دیکھنا جائز ہے تو باپ کہنے لگا میں ایسا بے غیرت نہیں ہوں کہ تمہیں اپنی لڑکی دکھا دوں۔ تمہاری مرضی ہے رشتہ کرو یا نہ کرو۔ جس وقت اُس نے یہ بات کہی اُس کی لڑکی پردہ میں بیٹھی ہوئی سب باتیں سُن رہی تھی۔ وہ جھٹ اپنا منہ کھول کر سامنے آ گئی اور کہنے لگی میں ایسے باپ کی بات ماننے کے لیے تیار نہیں جو کہتا ہے کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی بھی پروا نہیں۔ میں اب تمہارے سامنے آ گئی ہوں تم مجھے دیکھ لو۔ 3 مگر وہ نوجوان بھی بڑے ایمان والا تھا۔ اس نے جھٹ اپنی آنکھیں نیچی کر لیں اور گردن جھکا لی اور کہنے لگا کہ میں تیرے جیسی مومن عورت کی شکل دیکھے بغیر ہی تجھ سے شادی کروں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ جس عورت کے اندر اتنا اخلاص اور ایمان پایا جاتا ہے اُس کی شکل دیکھ کر اُس کی ہتک کروں۔ اب میں بغیر دیکھنے کے ہی نکاح کروں گا۔ چنانچہ اس نے نکاح کر لیا۔ یہ تھا اُن لوگوں کا اخلاص اور یہ تھی اُن لوگوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت۔ پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا مگر لڑکی کہتی ہے کہ باپ بیشک مخالفت کرتا رہے میں ایسے باپ کا حکم ماننے کے لیے تیار نہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت کرنے والا نہیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے کہ منسوبہ کی شکل دیکھنی جائز ہے تو میرا باپ کون ہے جو اس میں روک بنے۔ میں اب تمہارے سامنے کھڑی ہوں تم مجھے دیکھ لو۔ اور اُس نوجوان کا اخلاص دیکھو کہ وہ کہتا ہے میں ایسا ایمان

رکھنے والی عورت کو دیکھ کر اُس کی ہتک کرنا نہیں چاہتا۔ میں اب بغیر دیکھے ہی اس سے شادی کروں گا۔ یہی لوگ تھے جو اسلام کے لیے اپنی جانیں بلا دریغ قُربان کرتے چلے جاتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ لیا ہے اور اب ہماری ہر چیز اُن کی ہوگئی ہے۔

اُحد کے موقع پر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غلط فہمی سے یہ مشہور ہوگیا کہ آپ شہید ہوگئے ہیں تو مدینہ کی عورتیں پاگل ہو کر اپنے گھروں سے نکلیں اور اُحد کی طرف دوڑ پڑیں۔ اُحد مدینہ سے آٹھ نو میل کے فاصلہ پر تھا۔ ایک عورت اسی جنون میں دوڑی چلی آرہی تھی کہ اُسے سامنے سے اسلامی لشکر واپس لَوٹتا ہوا دکھائی دیا۔ وہ ایک صحابی کے پاس پہنچی اور کہنے لگی مجھے بتاؤ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ وہ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ اور سلامت دیکھ چکا تھا اور اُس کا دل مطمئن تھا اس لیے بجائے اِس کے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اُسے کوئی جواب دیتا اُس نے چاہا کہ اس عورت سے تعلق رکھنے والی جو بات ہے وہ میں اسے بتا دوں۔ چنانچہ وہ کہنے لگا بی بی! مجھے بڑا افسوس ہے کہ تیرا باپ اِس جنگ میں مارا گیا ہے۔ وہ کہنے لگی میں نے تجھ سے اپنے باپ کے متعلق نہیں پوچھا، میں تو تجھ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھ رہی ہوں کہ آپ کا کیا حال ہے؟ وہ کہنے لگا بی بی! مجھے بڑا افسوس ہے کہ تیرا خاوند بھی اس جنگ میں مارا گیا ہے۔ اُس نے پھر کہا کہ میں نے تجھ سے اپنے خاوند کے متعلق بھی نہیں پوچھا، میں تو تجھ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کر رہی ہوں۔ وہ کہنے لگا بی بی! مجھے بڑا افسوس ہے کہ تیرا بھائی بھی اِس جنگ میں مارا گیا ہے۔ وہ کہنے لگی میں نے تجھ سے اپنے بھائی کا حال بھی کب دریافت کیا ہے۔ میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ وہ کہنے لگا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو خیریت سے ہیں۔ اُس نے کہا اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے ہیں اور آپ زندہ ہیں تو خواہ میرا باپ مارا جائے یا خاوند مارا جائے یا بھائی مارا جائے۔ مجھے اس کی کوئی پروا نہیں۔ مجھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ضرورت ہے۔4 پھر وہ آگے دوڑ پڑی اور اُس نے کہا مجھے بتاؤ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں کھڑے ہیں تا کہ میں اپنی آنکھوں سے بھی آپ کو دیکھ لوں اور مجھے یقین ہو جائے کہ آپ زندہ اور سلامت ہیں۔ جب اُس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جگہ تندرست کھڑے دیکھا تو وہ دوڑ کر آپ کے پاس پہنچی۔

اُس نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور اسے محبت کے ساتھ بوسہ دیتے ہوئے کہا کہ یارسول اللہ! آپ نے یہ کیا کیا کہ آپ کے متعلق ایسی خبر مشہور ہو گئی۔ گویا اس صدمہ اور جنون کی حالت میں اُسے یہ بھی ہوش نہ رہا کہ کیا کوئی آپ بھی اپنے متعلق ایسی خبر مشہور کیا کرتا ہے اور کہنے لگی یارسول اللہ! یہ جھوٹی خبر بھی آپ کے متعلق کیوں مشہور ہو گئی۔ یہ وہ بہادر عورتیں تھیں جنہیں اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کسی اَور چیز کی پروا نہیں ہوتی تھی کیونکہ ان کے اندر سچا ایمان پایا جاتا تھا وہ جانتی تھیں کہ اصل چیز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے۔ اگر اس راستہ میں ہمارا باپ مارا جاتا ہے یا خاوند مارا جاتا ہے یا بھائی مارا جاتا ہے تو ہمیں خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے اس صدمہ کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیے اور خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کو سب سے مقدّم سمجھنا چاہیے۔

اسی طرح جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد سے واپس آ رہے تھے تو ایک انصاری جن کا ایک بھائی اس جنگ میں مارا گیا تھا اِس فخر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کی باگ پکڑے چلے آ رہے تھے کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیریت سے مدینہ میں لے آئے ہیں۔ جب آپ مدینہ کے دروازہ پر پہنچے تو وہاں ایک عورت کھڑی تھی۔ وہ انصاری کہنے لگے یارسول اللہ! میری ماں۔ یارسول اللہ! میری ماں۔ ان کا منشا یہ تھا کہ یہ میری بُڑھیا ماں ہے اور اس کا بیٹا جنگ میں مارا گیا ہے جس کی وجہ سے اسے شدید صدمہ ہو گا، آپ اس کی دلداری فرمائیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا مائی! مجھے بڑا افسوس ہے کہ تیرا بیٹا اِس جنگ میں مارا گیا ہے۔ اس کی بینائی کمزور تھی، اس نے بتر بتر 5 دیکھنا شروع کر دیا کہ یہ آواز مجھے کہاں سے آ رہی ہے۔ جب اس کی نظر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر ٹِک گئی اور اس نے آپ کو پہچان لیا تو وہ کہنے لگی یارسول اللہ! آپ بھی کیسی باتیں کرتے ہیں؟ جب آپ سلامت ہیں تو پھر میرے بیٹے کی وفات کیا چیز ہے کہ اس کا ذکر کیا جائے۔ 6

قُربانی اور اخلاص اور فدائیت کے یہ عظیم الشان نمونے صحابہؓ نے اسی لیے دکھائے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سچے دل سے ایمان لائے تھے اور ہر قدم پر آپ کی اطاعت کرنا فرض سمجھتے تھے۔ چنانچہ سر ولیم میور اپنی کتاب ''لائف آف محمد'' میں لکھتا ہے کہ احزاب میں کفار کا اتنا بڑا لشکر جمع ہوا مگر پھر بھی شکست کھا گیا۔ اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ کفار سے ایک سیاسی غلطی ہوئی اور وہ یہ کہ

جب وہ خندق پار کر کے اُس طرف آ جاتے تھے جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ تھا تو وہ بیوقوفی سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کی طرف بڑھنا شروع کر دیتے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپ پر اتنے فدا تھے کہ جب وہ سمجھتے تھے کہ ان لوگوں کا منشا یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں تو مرد، عورتیں اور بچے پاگلوں کی طرح دشمن کے لشکر کے سامنے آ جاتے تھے اور اُس کو شکست ہو جاتی تھی۔ اگر وہ یہ بیوقوفی نہ کرتے کہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے خیمہ کی طرف رُخ کرتے تو ممکن ہے اُن کو احزاب میں فتح ہو جاتی۔

یہ عشق کا جنون، کامل ایمان اور کامل فرمانبرداری کی وجہ سے ہی تھا۔ ان لوگوں میں تو ایمان تھا میں تو دیکھتا ہوں کہ صحیح الفطرت غیر مسلموں میں بھی غیرت ہوتی ہے۔ جب میں نے 1912ء میں حج کیا تو میں ایک اٹالین جہاز میں بیٹھ کر پہلے مصر گیا تھا اور پھر مصر سے حج کے لیے گیا تھا۔ اُس اٹالین جہاز پر ایک ڈاکٹر تھا جس کی بیوی مر چکی تھی۔ میں نے اُس سے کہا کہ تم دوبارہ شادی کیوں نہیں کرتے؟ کہنے لگا کہ میں اگر شادی کروں گا تو ایشیا میں کروں گا میں یورپ میں نہیں کروں گا۔ اس کی طبیعت کچھ مذاقیہ تھی۔ اُس نے نقل کر کے مجھے دکھایا اور کہا کہ یورپین عورت جب خاوند آتا ہے تو منہ بسور کے بیٹھ جاتی ہے اور جب غیروں کے سامنے جاتی ہے تو پوڈر اور لپ سٹک لگاتی ہے۔ میں ایسی عورت سے شادی نہیں کروں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی شرط نہیں غیرت مند انسان خواہ کسی مذہب کا ہو ایسی حرکات سے پرہیز کرنا پسند کرتا ہے۔

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ کناروں پر کھڑے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے مسجد میں جگہ تنگ تھی اور لوگوں نے کناروں پر کھڑے ہو کر خطبہ سننا شروع کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو فرمایا بیٹھ جاؤ۔ ایک صحابیؓ اُس وقت مسجد کی طرف آ رہے تھے اور ابھی گلی میں ہی تھے کہ اُن کے کانوں میں یہ آواز پہنچ گئی اور وہ اُسی وقت زمین پر بیٹھ گئے اور انہوں نے گھسٹ گھسٹ کر مسجد کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ کوئی شخص پیچھے سے آ رہا تھا۔ وہ انہیں دیکھ کر کہنے لگا آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ اتنے بڑے آدمی ہو کر آپ نے اکڑوں بیٹھ کر پَیروں کے بَل چلنا شروع کر دیا ہے؟ انہوں نے کہا میرے کان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابھی یہ آواز آئی تھی کہ بیٹھ جاؤ۔ اس لیے میں یہ آواز سنتے ہی بیٹھ

گیا۔ وہ کہنے لگا یہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں سے کہا ہوگا جو مسجد میں کھڑے ہوں گے آپ سے تو نہیں کہا۔ انہوں نے جواب دیا کہ کہا ہوگا لیکن میں نے سمجھا کہ اگر میں نے اِس حکم کی تعمیل نہ کی اور اِس وقت میری جان نکل گئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حکم ایسا رہ جائے گا جس کی میں نے اطاعت نہیں کی ہوگی۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ خواہ آپ نے کسی کو مخاطب کیا ہو، جب میرے کانوں میں آپ کی آواز پڑ گئی ہے تو میں اس کی تعمیل کروں۔7 یہ وہ اطاعت کی روح تھی جو صحابہ میں پائی جاتی تھی۔

اِسی طرح دیکھ لو شراب کی عادت کتنی خطرناک چیز ہے۔ لوگ زور لگاتے ہیں مگر یہ عادت نہیں چُھٹتی۔ عرب میں بھی اسلام سے پہلے شراب کا بہت رواج تھا۔ حتّٰی کہ امراء پانچ نمازوں کے اوقات میں پانچ دفعہ شرابیں پیا کرتے تھے اور اِس پر فخر کرتے تھے۔ جب شراب حرام ہوئی تو جس مجلس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی حُرمت کا اعلان فرمایا اُس میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے تو سن لیا مگر وہ لوگ جو گھروں میں تھے اُن کے کانوں تک ابھی یہ بات نہیں پہنچی تھی۔ ایک جگہ شادی کی تقریب تھی اور شراب کے مٹکے بھر کر انہوں نے رکھے ہوئے تھے۔ ایک دو مٹکے ختم ہو چکے تھے اور تین چار باقی تھے اور پھر وہ سارے کے سارے شراب کے نشہ میں مخمور تھے۔ اتنے میں ایک شخص گلی میں سے گزرا اور اُس نے کہا کہ سنو! آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آج سے میں مسلمانوں پر شراب کی حُرمت کا اعلان کرتا ہوں۔ اُس وقت ایک آدمی نے دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا اس سے پوچھو تو سہی یہ کیا کہہ رہا ہے۔ دوسرے نے ڈنڈا اٹھایا اور شراب کے مٹکوں کو توڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ شراب بہتے ہوئے گلی تک پہنچ گئی۔8 وہ کہنے لگا تم نے یہ کیا کیا پہلے پوچھ تو لینا تھا کہ کیا بات ہوئی ہے۔ اُس نے کہا جب ہمارے کانوں میں یہ آواز پہنچ گئی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کو حرام کر دیا ہے تو میں پہلے مٹکا کو توڑوں گا اور پھر پوچھوں گا کہ کیا بات ہے۔ یہ وہ طریق تھا جس پر صحابہؓ نے قدم مارا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو کمال تک پہنچا دیا۔

پس میں اِس خطبہ کے ذریعہ اُن لوگوں کو جو اپنی بیویوں کو بے پردہ رکھتے ہیں تنبیہہ کرتا ہوں اور انہیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ باقی احمدی بھی مجرم ہیں کیونکہ محض اِس لیے کہ فلاں صاحب بڑے مالدار ہیں تم اُن کے ہاں جاتے ہو، اُن سے مل کر کھانا کھاتے

ہو اور اُن سے دوستی اور محبت کے تعلقات رکھتے ہو۔ تمہارا تو فرض ہے کہ تم ایسے آدمی کو سلام بھی نہ کرو۔ تب بیشک سمجھا جائے گا کہ تم میں غیرت پائی جاتی ہے اور تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت کروانا چاہتے ہو۔ لیکن اگر تم ایسے شخص سے مصافحہ کرتے ہو، اُس کو سلام کرتے ہو اور اُس سے تعلقات رکھتے ہو تو تم بھی ویسے ہی مجرم ہو جیسے وہ ہیں۔ پس آج میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جو لوگ اپنی بیویوں کو بے پردہ باہر لے جاتے اور مکسڈ (MIXED) پارٹیوں میں شمولیت اختیار کرتے ہیں اگر وہ احمدی ہیں تو تمہارا فرض ہے کہ تم اُن سے کوئی تعلق نہ رکھو، نہ اُن سے مصافحہ کرو، نہ انہیں سلام کرو، نہ اُن کی دعوتوں میں جاؤ اور نہ اُن کو کبھی دعوت میں بلاؤ تا کہ انہیں محسوس ہو کہ اُن کی قوم اِس فعل کی وجہ سے اُنہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ لیکن غیر احمدیوں کے متعلق ہمارا یہ قانون نہیں کیونکہ وہ ہماری جماعت میں شامل نہیں اور ہمارے فتوی کے پابند نہیں۔ وہ چونکہ ہماری جماعت میں شامل نہیں اُن پر اُن کے مولویوں کا فتوی چلے گا اور خدا تعالیٰ کے سامنے ہم اُن کے ذمہ دار نہیں ہوں گے بلکہ وہ یا اُن کے مولوی ہوں گے۔ لیکن اگر تم ایسے لوگوں سے تعلقات رکھتے ہو جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو صرف وہی نہیں بلکہ تم بھی پکڑے جاؤ گے۔ خدا کہے گا کہ ان لوگوں کو تم نے اِس گناہ پر دلیری اور جرأت دلائی اور انہوں نے سمجھا کہ ساری قوم ہمارے اِس فعل کو پسند کرتی ہے۔ پس آئندہ ایسے احمدیوں سے نہ تم نے مصافحہ کرنا ہے، نہ انہیں سلام کرنا ہے، نہ ان کی دعوتوں میں جانا ہے، نہ ان کو کبھی دعوت میں بلانا ہے، نہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا ہے اور نہ ان کو جماعت میں کوئی عہدہ دینا ہے بلکہ اگر ہو سکے تو اُن کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا۔ اِسی طرح ہماری جماعت کی عورتوں کو چاہیے کہ ان کی عورتوں سے کسی قسم کے تعلقات نہ رکھیں۔ تمہیں اس سے کیا کہ کوئی کتنا مالدار ہے۔ تمہیں کسی مال دار کی ضرورت نہیں۔ تمہیں خدا کی ضرورت ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کے لیے ان مال داروں سے قطع تعلق کر لو گے تو بیشک تمہارے گھر میں وہ مال دار نہیں آئے گا لیکن تمہارے گھر میں خدا آئے گا۔ اب بتاؤ کہ تمہارے گھر میں کسی مالدار آدمی کا آنا عزّت کا موجب ہے یا خدا تعالیٰ کا آنا عزت کا موجب ہے؟ بڑے سے بڑا مالدار بھی ہو تو خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں اُس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ پس میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ ایسے لوگوں سے کوئی تعلق نہ رکھا جائے۔

تم اِس بات سے مت ڈرو کہ اگر یہ لوگ علیحدہ ہو گئے تو چندے کم ہو جائیں گے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوٰی کیا تھا تو اُس وقت کتنے لوگ چندہ دینے والے تھے؟ مگر پھر اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی جماعت پیدا کر دی کہ اب صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ بجٹ سترہ لاکھ روپیہ کا ہوتا ہے اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ دو چار سال میں ہمارا بجٹ پچاس ساٹھ لاکھ روپیہ تک پہنچ جائے گا۔ پس اگر ایک شخص سے چل کر ہماری جماعت کو اتنی ترقی حاصل ہوئی ہے کہ لاکھوں تک ہمارا بجٹ جا پہنچا ہے تو اگر یہ دس پندرہ آدمی نکل جائیں گے تو کیا ہو جائے گا۔ ہمیں تو یقین ہے کہ اگر ایک آدمی نکلے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ ہمیں ہزار دے دے گا۔ پس ہمیں ان کے علیحدہ ہونے کا کوئی فکر نہیں ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ یہ صرف نام کے احمدی نہ ہوں بلکہ عملی طور پر بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے ہوں۔

مگر یاد رکھو! پردہ سے مُراد وہ پردہ نہیں جس پر پرانے زمانہ میں ہندوستان میں عمل ہوا کرتا تھا اور عورتوں کو گھر کی چار دیواری میں بند رکھا جاتا تھا اور نہ پردہ سے مُراد موجودہ برقع ہے۔ یہ برقع جس کا آجکل رواج ہے صحابہؓ کے زمانہ میں نہیں تھا۔ اُس وقت عورتیں چادر کے ذریعہ گھونگھٹ نکال لیا کرتی تھیں۔ جس طرح شریف زمیندار عورتوں میں آجکل بھی رواج ہے۔ چنانچہ ایک صحابی ایک دفعہ کوفہ کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ پردہ کا ذکر آ گیا۔ اُس زمانہ میں برقع کی طرز کی کوئی نئی چیز نکلی تھی۔ وہ اُس کا ذکر کر کے کہنے لگے کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کا کوئی رواج نہیں تھا۔ اُس زمانہ میں عورتیں چدّر اوڑھ کر گھونگھٹ نکالا کرتی تھیں جس میں سارے کا سارا منہ چھپ جاتا ہے صرف آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔ جیسے پرانے زمیندار خاندانوں میں اب تک بھی گھونگھٹ کا ہی رواج ہے۔ پس شریعت نے پردہ محض چدّر اوڑھنے کا نام رکھا ہے اور اس میں بھی گھونگھٹ نکالنے پر زور دیا ہے ورنہ آنکھوں کو بند کرنا جائز نہیں۔ یہ عورت پر ظلم ہے۔ اِسی طرح عورت کو اپنے ساتھ لے کر بشرطیکہ وہ پردہ میں ہو سیر کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ میں نے خود حضرت خلیفہ اوّل سے سنا کہ امرتسر کے سٹیشن پر ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت اماں جان کو اپنے ساتھ لے کر ٹہل رہے تھے کہ مولوی عبدالکریم صاحب بڑے جوش کی حالت میں میرے پاس آئے اور کہنے لگے مولوی صاحب! دیکھیے حضرت صاحب یہاں ٹہل رہے ہیں اور اماں جان ساتھ ہیں۔

آپ جا کر حضرت صاحب کو سمجھائیں کہ یہ مناسب نہیں۔ غیر لوگ سٹیشن پر جمع ہیں اور وہ اعتراض کریں گے۔ حضرت خلیفہ اوّل فرماتے تھے کہ میں نے کہا کہ جب آپ کے دل میں ایک اعتراض پیدا ہوا ہے تو آپ خود حضرت صاحب سے اس کا ذکر کریں، مَیں تو نہیں جاتا۔ آخر وہ خود ہی چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آئے تو انہوں نے سر نیچے ڈالا ہوا تھا۔ میں نے کہا مولوی صاحب! کہہ آئے؟ کہنے لگے ہاں میں نے کہا تھا کہ یہ مناسب نہیں۔ کل ہی سارے اخبارات میں یہ بات چھپ جائے گی اور مخالف اعتراض کریں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ سنا تو آپ نے فرمایا مولوی صاحب! وہ کیا لکھیں گے؟ کیا یہ لکھیں گے کہ مرزا قادیانی اپنی بیوی کو ساتھ لے کر ٹہل رہا تھا؟ اور اگر وہ یہ بات لکھیں تو اس میں ڈرنے کی کونسی بات ہے۔

غرض اُس وقت پردہ میں اتنی شدّت تھی کہ اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے کر پھرنا لوگوں کی نگاہ میں معیوب سمجھا جاتا تھا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی کوئی پروا نہیں کرتے تھے۔ آپ آخری دنوں میں جب لاہور میں مقیم تھے تو باقاعدہ حضرت اماں جان کو ساتھ لے کر سیر کیا کرتے تھے۔ آپ چونکہ خود بھی بیمار تھے اور اعصاب کی تکلیف تھی اور حضرت اماں جان بھی بیمار رہتی تھیں اس لیے جب تک آپ لاہور میں رہے روزانہ فٹن میں بیٹھ کر آپ سیر کے لیے تشریف لے جاتے اور حضرت اماں جان بھی آپ کے ساتھ ہوتیں۔ قادیان میں بھی یہی کیفیت تھی۔ حضرت اماں جان ہمیشہ سیر کے لیے جاتی تھیں اور ان کے ساتھ ان کی سہیلیاں وغیرہ بھی ہوا کرتی تھیں۔

پس پردہ کے یہ معنے نہیں کہ عورتوں کو گھروں میں بند کر کے بٹھا دو۔ وہ سیر وغیرہ کے لیے جا سکتی ہیں۔ ہاں! گھروں کے قہقہے سننے منع ہیں لیکن اگر دوسروں سے وہ کوئی ضروری بات کریں تو یہ جائز ہے۔ مثلاً اگر وہ ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہیں تو بیشک کریں یا فرض کرو کوئی مقدّمہ ہو گیا ہے اور عورت کسی وکیل سے بات کرنا چاہتی ہے تو بیشک کرے۔ اِسی طرح اگر کسی جلسہ میں کوئی ایسی تقریر کرنی پڑے جو مرد نہیں کر سکتا تو عورت تقریر بھی کر سکتی ہے۔

حضرت عائشہؓ کے متعلق تو یہاں تک ثابت ہے کہ آپ مردوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سنایا کرتی تھیں بلکہ خود لڑائی کی بھی ایک دفعہ آپ نے کمان کی۔ جنگِ جمل میں آپ نے اونٹ پر بیٹھ کر سارے لشکر کی کمان کی تھی۔ پس یہ تمام چیزیں جائز ہیں۔ جو چیز منع ہے وہ یہ ہے کہ

عورت کھلے منہ پھرے اور مردوں سے اختلاط کرے۔ ہاں! اگر وہ گھونگھٹ نکال لے اور آنکھ سے رستہ وغیرہ دیکھے تو یہ جائز ہے لیکن منہ سے کپڑا اُٹھا دینا یا مکسڈ پارٹیوں میں جانا جبکہ اِدھر بھی مرد بیٹھے ہوں اور اُدھر بھی مرد بیٹھے ہوں یہ ناجائز ہے۔ اِسی طرح عورت کا مردوں کو شعر گا گا کر سنانا بھی ناجائز ہے کیونکہ یہ ایک لغو فعل ہے۔ غرض عورتوں کا مکسڈ مجالس میں جانا، مردوں کے سامنے اپنا منہ ننگا کر دینا اور اُن سے ہنس ہنس کر باتیں کرنا یہ سب ناجائز امور ہیں۔ لیکن ضرورت کے موقع پر شریعت نے بعض امور میں انہیں آزادی بھی دی ہے بلکہ قرآن کریم نے اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا9 کے الفاظ استعمال فرما کر بتا دیا ہے کہ جو حصہ مجبوراً ظاہر کرنا پڑے اُس میں عورت کے لیے کوئی گناہ نہیں۔ اس اجازت میں وہ تمام مزدور عورتیں بھی شامل ہیں جنہیں کھیتوں اور میدانوں میں کام کرنا پڑتا ہے اور چونکہ اُن کے کام کی نوعیّت ایسی ہوتی ہے کہ اُن کے لیے آنکھوں اور اُس کے اردگرد کا حصہ کھلا رہنا ضروری ہوتا ہے ورنہ ان کے کام میں دقّت پیدا ہوتی ہے اس لیے اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا کے ماتحت اُن کے لیے آنکھوں سے لے کر ناک تک کا حصہ کھلا رکھنا جائز ہوگا۔ اور چونکہ انہیں بعض دفعہ پانی میں بھی کام کرنا پڑتا ہے اس لیے اُن کے لیے یہ بھی جائز ہوگا کہ وہ پاجامہ اُڑس لیں اور اُن کی پنڈلی ننگی ہو جائے۔ بلکہ ہمارے علماء کا یہ فتویٰ ہے کہ اگر کوئی عورت حاملہ ہو اور کوئی اچھی دایہ میسّر نہ آسکے اور ڈاکٹر یہ کہے کہ اگر یہ کسی مرد ڈاکٹر سے اپنا بچہ نہیں جنوائے گی تو اس کی زندگی خطرہ میں ہے تو ایسی صورت میں اگر وہ کسی مرد سے بچہ نہیں جنوائے گی تو یہ گناہ ہوگا اور پردے کی کوئی پروا نہیں کی جائے گی۔ حالانکہ عام حالات میں منہ کے پردے سے ستر کا پردہ زیادہ ہے۔ لیکن اس کے لیے اعضاءِ نہانی کو بھی مرد کے سامنے کر دینا ضروری ہوگا۔ بلکہ اگر کوئی عورت مرد ڈاکٹر سے بچہ نہ جنوائے اور مر جائے تو خدا تعالیٰ کے حضور وہ ایسی ہی سمجھی جائے گی جیسے اُس نے خودکشی کی ہے۔ غرض کوئی دِقّت ایسی نہیں جس کا ہماری شریعت نے علاج نہیں رکھا مگر باوجود اتنے بڑے انعام کے کہ خدا تعالیٰ نے لوگوں کی سہولت کے لیے ہر قسم کے احکام دے دیئے ہیں اگر کوئی شخص پردہ کو چھوڑتا ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ قرآن کی ہتک کرتا ہے۔ ایسے انسان سے ہمارا کیا تعلّق ہو سکتا ہے۔ وہ ہمارا دشمن ہے اور ہم اُس کے دشمن ہیں اور ہماری جماعت کے مردوں اور عورتوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے احمدی مردوں اور ایسی احمدی عورتوں سے کوئی تعلّق نہ رکھیں۔ یہ کوئی فخر کی بات نہیں کہ فلاں عورت بڑے مالدار آدمی کی بیوی ہے۔ تمہارا فخر اِس میں ہے کہ تمہارے فرشتوں سے تعلّقات

ہوں۔ اور فرشتوں سے وہی لوگ ملتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے کامل فرمانبردار ہوں۔ پس ان لوگوں کی مت پروا کرو اور اِس بات سے نہ ڈرو کہ اگر یہ لوگ الگ ہو گئے تو کیا ہو جائے گا۔ اگر ان میں سے ایک شخص علیحدہ ہوگا تو اُس کی جگہ ہزار آدمی تم میں شامل ہوگا بلکہ آئندہ ان کی جگہ ہزاروں بڑے بڑے مالدار تم میں شامل ہوں گے اور پھر ان کی تعداد خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑھتی چلی جائے گی۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں اگر تم میں حیا پیدا ہوگئی تو تمہارے عمل کو دیکھ کر مسلمانوں کا شریف طبقہ بھی تمہاری اقتدا کرنے پر مجبور ہوگا بلکہ بعض باتوں میں تو اَب بھی ہماری جماعت کے نمونہ کا لوگوں پر بڑا بھاری اثر ہے۔

حال ہی میں ہماری جماعت کا ایک شخص فوت ہوا ہے۔ وہ بالکل اَن پڑھ تھا مگر احمدیت سے نہایت ہی اخلاص رکھتا تھا۔ ربوہ کے پاس ہی ایک گاؤں کا رہنے والا تھا اور پرانے زمانہ سے قادیان آیا جایا کرتا تھا۔ اُس کے باپ اور بھائی وغیرہ سب چور تھے اور علاقہ کی بھینسیں نکال لایا کرتے تھے۔ اس نے خود اپنا حال سنایا کہ اس کے بھائی ایک دفعہ کسی کی بھینس چُرا کر لے آئے۔ جنگلی لوگ کھوج لگانے میں بڑے ماہر ہوتے ہیں۔ وہ نشانات دیکھتے دیکھتے ہمارے گھر پہنچ گئے اور کہنے لگے کہ ہماری بھینس دے دو۔ انہوں نے قسمیں کھانی شروع کر دیں کہ ہم تمہاری بھینس چُرا کر نہیں لائے۔ لوگوں نے کہا ہمیں تمہاری قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔ ہاں! اگر تمہارا فلاں بھائی جو مرزائی ہو چکا ہے کہہ دے کہ تم ہماری بھینس نہیں لائے تو ہم اس کی بات مان لیں گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ تو کافر ہے۔ اس کافر کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ وہ کہتے کہ وہ ہے تو کافر مگر ہمیں تمہاری قسموں پر اُتنا اعتبار نہیں جتنا اس کافر کی زبان پر ہے۔ پھر اس نے کہا کہ آخر وہ میرے پاس آئے اور مجھے خوب مارا اور کہا کہ خبردار! جو باہر جا کر یہ کہا کہ بھینس ہمارے پاس ہے۔ اور جب تسلّی ہوگئی کہ اب یہ ہمارا راز افشاء نہیں کرے گا تو مجھے باہر لائے اور پوچھا کہ بتاؤ کیا ہم بھینس لائے ہیں؟ میں نے کہا کہ اگر میں نے کچھ کہا تو تم خفا ہو جاؤ گے۔ انہوں نے کہا نہیں بولو کیا ہم بھینس لائے ہیں؟ میں نے کہا ہاں لائے تو ہو، وہ اندر کھڑی ہے۔ انہوں نے پھر مجھے اندر لے جا کر مارا اور کہا ہم نے جو کہا تھا کہ نہ بتانا پھر تم نے کیوں بتایا؟ میں نے کہا کہ وہ اندر جو کھڑی ہے تو میں کیا کرتا؟ غرض احمدیوں کی سچائی کا یہ اثر تھا کہ لوگ کہتے کہ یہ ہے تو کافر مگر جو بات کہتا ہے سچ کہتا ہے۔ تو اچھے نمونہ کا دوسرے لوگوں پر بڑا بھاری اثر پڑتا ہے۔

میں جن دنوں اُمِّ طاہر کی بیماری کے سلسلہ میں لاہور ٹھہرا ہوا تھا ایک روز رات کے دس بجے

ایک غیر احمدی مولوی مجھ سے ملنے کے لیے آیا اور کہنے لگا کہ آپ کی جماعت بڑی اچھی ہے اور اسلام کی بڑی خدمت کر رہی ہے لیکن صرف ایک خرابی ہے جو نہیں ہونی چاہیے۔ اور وہ یہ کہ آپ ہم سے نہیں ملتے، نہ ہمارے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں اور نہ ہمیں رشتے دیتے ہیں۔ اگر یہ خرابی دور ہو جائے تو پھر آپ کی جماعت سے بہتر اَور کوئی جماعت نہیں۔ میں نے کہا مولوی صاحب! یہ لوگ جن کی آپ تعریف کر رہے ہیں آپ لوگوں میں سے ہی نکل کر آئے ہیں یا کہیں اَور سے آئے ہیں؟ جب یہ آپ لوگوں میں سے ہی نکل کر آئے ہیں اور مرزا صاحب کی تعلیم نے اِن میں اتنی بڑی تبدیلی پیدا کر دی ہے تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ پھر یہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر ویسے ہی بے عمل ہو جائیں جیسے وہ ہیں؟ وہ آدمی سمجھدار تھا کہنے لگا اب میں سمجھ گیا۔ آپ مسلمانوں سے بالکل نہ ملیے اور علیحدہ ہی رہیے۔ اگر آپ کی جماعت کے لوگ پھر ان سے جا ملے تو اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو پھیلانے کی جو جدوجہد آپ کی جماعت کر رہی ہے وہ بھی جاتی رہے گی اور اسلام کی تبلیغ ختم ہو جائے گی۔ اب کم از کم کوئی جماعت تو ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پھیلا رہی ہے۔

تو دیکھو! نیک نمونہ کا لوگوں پر کتنا اثر ہوتا ہے۔ اب یہ لوگ اپنی امارت کی وجہ سے احمدیت کے رستہ میں روک بن رہے ہیں۔ اگر یہ لوگ روک نہ بنیں اور اسلام کے احکام کی اطاعت کریں تو احمدیت کو بڑی ترقی حاصل ہو سکتی ہے"۔ (الفضل 27 جون 1958ء)

1: آل عمران: 20

2: آل عمران: 86

3: ابن ماجه كتاب النكاح باب النظر الى المرأة اذا اراد ان يتزوجها

4: سیرت ابن ہشام جلد 3 صفحہ 105 مطبوعہ مصر 1936ء

5: بِٹر بِٹر دیکھنا: ٹکٹکی لگا کر دیکھنا

6: السيرة الحلبية جلد 2 صفحہ 267، 268 مطبوعہ مصر 1935ء

7: ابو داؤد ابواب الجمعة باب الامام يكلم الرجل فى خطبته

8: بخاری كتاب التفسير تفسير سورة المائدة باب لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الخ)

9: النور: 32